بسرد پنہ مسرہ آصفیہ
(۴۵)

۷۸۶

اهدنا الصراط المستقیم

عقائد۔ فقہ۔ اخلاق۔ سکھانے والا

مسلمانوں کا خاص مذہبی ماہوار رسالہ

صراط مستقیم

جلد (۱۱) نمبر (۹)

بابت ماہ امرداد ۱۳۳۴ف

مطابق

شوال ۱۳۴۳ھ

مرتبہ ابو الفدا انور محمد فاروقی

حیدرآباد دکن شکر باغ ۱۹۲۵ء

مطبوعہ مطبع [illegible]

[illegible]

مَقاصِد

(۱) اصلاح خیالات خلاف مذہب اسلام (۲) اصلاح اعمال (۳) نشاء جذبات اسلامی (۴) تصحیح عقائد رفع اغلاط۔

ضَوابط

(۱) ہر ماہ میں بقدر نصف جزو رسالہ شائع ہوگا اور اگر کسی ماہ میں ضخامت بڑھ گئی تو اسی مناسبت سے بعد کے مہینہ میں شائع نہ کیا جائیگا۔

(۲) اصلی قیمت بمع محصولڈاک عہ ہے لیکن والیان ملک سے ا‌عہ قیمت مع محصولڈاک لیجائیگی۔ اور نمونہ کے لئے ۲ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

(۳) اس رسالہ میں مباحثہ کے مضامین درج نہ کئے جائینگے۔

(۴) اس میں وہی مضامین درج ہوسکینگے جو اس رسالہ کے ابواب معینہ کے اندر ہونگے عام طور پر مضامین نہیں لئے جائنگے

(۵) مضمون میں کانٹ چھانٹ کا مدیر کو اختیار ہوگا۔ جو مضمون شائع نہیں کیا جائیگا وہ واپس نہیں کیا جائیگا

(۶) اگر کوئی صاحب سال کے درمیانی حصہ میں رسالہ کے خریدار ہونگے تو بغرض سہولت حسابات گذشتہ مہینوں کے پرچے بھی ساتھ وی۔پی کردئے جائینگے اس حساب سے جملہ خریداروں کا سال ایک ہی وقت سے شروع ہوگا اور ایک ہی وقت ختم ہوگا۔ اور رسالہ کی نوعیت کے لحاظ سے یہی مناسب ہے۔

(۷) جواب طلب امور کے لئے جوابی ٹکٹ کا آنا ضروری ہے۔ ورنہ تعمیل سے معاف رکھا جائے۔

(۸) فتوی کے لئے استفسار کے ساتھ ۴ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

(۹) ایجنٹوں کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔

(۱۰) مطبوعہ اشتہارات کے لئے اجرت تقسیم ۴ فیصدی ہوگی۔

(۱۱) غیر مطبوعہ اشتہارات چھ ماہ کی مدت سے کم کے لئے نہیں لئے جائینگے۔

(۱۲) جملہ خط و کتابت بنام منیجر "صراط مستقیم" حیدرآباد دکن ہونی چاہیے۔

تار کا پتہ "صراط مستقیم" حیدرآباد دکن تسکر باغ ۹۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب العقائد

گذشتہ سے آگے

یعنی آسمان و زمین اور سب مخلوق جو اس میں ہے خدا کی فرمانبردار ہو گئی ہے۔" اگر اس آیتہ کے معنے کو صرف ظاہر پر محمول کیا جائے تو یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بہت سے انسان اور جن خدا کے فرمانبردار نہیں ہیں، گناہ کرتے ہیں، خدا کے وجود کے منکر ہیں۔ پھر یہ دعویٰ کیسا کہ سب اس کے فرمانبردار ہیں اگر تھوڑی غور و فکر سے یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جبری فرمانبرداری سے وہی مطلب ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں یعنی دلائل و نشانات ہستی الٰہی، بلا درخواست اور خواہش مخلوق اس میں ودیعت رکھے گئے ہیں جس سے انسان اپنے خالق کے ہونے کا یقین حاصل کر سکتا ہے۔ جبر کے یہ معنے نہیں کہ تلوار ہماری گردن پر رکھدی گئی ہے کہ مانو ورنہ گردن اڑا دیجائیگی، یا اس کو خلقتہً ایسا بنایا گیا ہو کہ بغیر ماننے کے چارہ نہ ہو، بلکہ ان دلائل سے جو جبریہ مخلوق میں رکھے گئے ہیں ہم کام لیں یا نہ لیں ہمارے اختیار پر چھوڑا گیا ہے، ہم مجبور نہیں ہیں، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہر مادہ حیوان یا ہر عورت کے اندر بلا اس کی درخواست اور خواہش کے بچے کے لئے دودھ پیدا کر دیا جاتا ہے اور دودھ بچے کو دودھ پلاتی ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور ہے، بایں معنی کہ دودھ اس کی بلا خواہش و درخواست جبراً اس میں پیدا کیا گیا ہے تو صحیح ہے، اس میں کسی کو اعتراض نہیں، حالانکہ عورت کو بالکل اختیار ہے کہ چاہے تو دودھ پلائے اور چاہے تو دودھ نہ پلائے، مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دودھ پلانے پر مجبور ہے، اسی طرح خدا نے اپنی مخلوق میں اپنے موجود ہونے کے دلائل اور نشان جبریہ رکھے ہیں اگر مخلوق ان میں غور کرے اور

اور اُن سے کام لے تو ضرور اس ذات کی معرفت حاصل کر سکتی ہے. کیونکہ وہ اس میں بالکل مختار اور آزاد ہے وہ کھلے بندوں انکار کر سکتی ہے، لیکن اس سے وہ انکار نہیں کر سکتی کہ یہ نشانات فطرت اس میں کیوں رکھے جائیں. یہ ہے دہریوں کے انکار کا فلسفہ

پھر یہ مسلمہ بات ہے کہ جب انسان کسی جانب جھک جاتا ہے تو وہ ہر وقت اسی دھن میں لگ جاتا ہے، ہر کھٹکا جو ہوتا ہے وہ اپنے خیال کی اُس میں روشن تعبیر پاتا ہے. اپنے دل میں وہ اس کے ہر پہلو کو اپنے موافق خیال کرتا ہے اور وہ اس کو صحیح تحقیق سمجھتا ہے اور مخالف جانب کی نسبت اس کا احساس بالکل جاتا رہتا ہے اور اس کو مطلقاً پتہ نہیں ہوتا کہ اسکی طبیعت نے غور کرنے سے پہلے ہی ایک جانب کو ترجیح دیدی تھی اور اس کو صحیح قرار دیدیا تھا، اس کے بعد اس کے خیال کے خلاف اگر کوئی بات سامنے آگئی تو اس نے اپنی خواہش یا غلط رجحان کی پیروی میں اس کو توڑ مروڑ کر اپنے دل کو تسلی دیدی، چونکہ خیال پختہ تھا، طبیعت اسکی مخالفت سے متنفر تھی اس لئے اس نے اس میں مزید غور یا اس کے صحیح تولنے میں توجہ ہی نہ کی اور نہ اس طرف رجوع ہوا کہ وہ کسی ہمسایہ عقل سے اس کے موازنہ میں امداد لیتا. اور یہ تمام عقلاء کے نزدیک مسلم ہے کہ کسی خیال کا اس قدر غلبہ اور دل میں اتنا رسوخ اور ظہور کسی مخالف کھٹکے کا ہرگز متحمل نہیں ہو سکتا. اور یہ بھی مسلمہ ہے کہ جو چیز جتنی زیادہ درخشاں و سخت ظاہر ہوگی اتنا ہی اس میں خفا ہو جائیگا. کیونکہ کثرت ظہور کی وجہ سے احساس بالکل باطل ہو جاتا ہے. یہ فلسفہ بھی فلسفہ تعود کا توام ہے. جیسا کہ عادت تام بلا کسی ارادہ اور غور کے انجام پاتی رہتی ہے. اور حس تعود کو احساس تک نہیں ہوتا. اسی طرح کسی چیز کا اعلیٰ پیمانہ پر ظاہر ہونا سلطہ کر کے احساس کو باطل کر دیتا ہے. کوئی مخالف چیز اس کو دفعہ نہیں کر سکتی. دیکھو! آدمی کو اپنا عیب بالکل نظر نہیں آتا اور دوسرے کا عیب فوراً معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ اپنا عیب اس پر خوب ظاہر ہے اس لئے مخفی ہے جیسا کہ کسی شخص کو گفتگو میں کوئی ایک تکیہ کلام ہوتا ہے. بوجہ عادت ہو جانے کے اس سے بالکل مخفی ہو جاتا ہے. (باقی آئندہ)

فقہ

کتاب الطہارت

گذشتہ سے آگے

ب۔ اگر ایک دفعہ دھونے کی عادت کرلی تو وہ ضرور گنہگار ہوگا، اگرچہ کہ نماز اس کی ادا ہوجائیگی، کیونکہ تین دفعہ دھونا سنت موکدہ ہے۔ ہاں اگر اتفاق سے کبھی ایک مرتبہ دھونے پر اکتفا کیا تو گنہگار نہ ہوگا، لیکن اس ایک دفعہ دھونے پر اکتفا میں اگر اس کا یہ خیال تھا کہ تین دفعہ دھونا سنت نہیں ہے تو ضرور گنہگار ہوگا۔

ج۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے ایک بار دھونے پر اکتفا کیا ہے تو کچھ حرج نہیں، معاف ہے۔ مثلاً پانی کی کمی ہے یا سردی زیادہ ہے یا کوئی اور عذر ہے تو ایک ہی دفعہ دھونے پر اکتفا کرسکتا ہے۔ اور یہ مکروہ بھی نہیں۔

د۔ اگر دل کی تسلی کے واسطے تین بار سے زیادہ دھوئے تو مضائقہ نہیں اور حدیث میں جو ممانعت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تین دفعہ دھونے کو سنت نہ سمجھے بلکہ تین سے زیادہ بار دھونے کو سنت سمجھے یا کمی کو سنت سمجھے تو حد سے بڑھنے والا اور ظالم کہلائیگا، اگر ایک دفعہ وضو کرلینے کے بعد پھر بلاضرورت دوسرا وضو اس نیت سے کرے کہ وضو پر وضو کرنا ثواب ہے تو گنہگار نہ ہوگا اور نہ مکروہ ہوگا۔ ہاں اگر سہ بارہ یا اس سے زیادہ بار وضو کرے تو شرط یہ ہے کہ پہلے وضو سے کوئی نماز نفل یا فرض پڑھ لی ہو، اگر بغیر اس کے وضو کرلیا تو وہ اسراف میں داخل ہوگا اور گنہگار ہوجائیگا۔

بہرحال ایک مجلس میں کئی بار وضو بلاضرورت اور بغیر اس کے کہ درمیان میں کوئی نماز ہوا کیجائے اسراف میں داخل ہے۔ ہاں اگر مجلس بدل کر وضو کیا جائے تو نہ کراہت ہے نہ

اسراف ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ نہ دھرانا چاہئے۔ اگر دہرائے تو ان شرطوں کے ساتھ دہرائے جو اوپر مذکور ہوئیں۔

(۸) سنت پورے سر کا ایک دفعہ مسح کرنا۔ اگر ہمیشہ کے لئے پورے سر کا مسح کرنا چھوڑ دے اور صرف چوتھائی کا مسح کرتا رہے تو گنہگار ہوگا۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ اس کو سنت کی طرف رغبت نہیں۔

الف۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ تر کرکے اسی سے سر کا تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے۔

ب۔ پورے سر کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں دونوں ہاتھوں کی اور ہتھیلیاں پیشانی کے اوپر جہاں سے بال شروع ہوتے ہیں رکھکر پیچھے کی طرف دونوں ہاتھوں کو اس طرح پھیرتا ہوا لیجائے کہ سارا سر اس میں آجائے۔ غنیۃ المصلی میں جو یہ لکھا ہوا ہے کہ انگوٹھے اور ہتھیلیوں کو سر سے دور رکھے تاکہ ہاتھ جب واپس پیشانی کی طرف لائے تو ہتھیلیوں سے کن پٹیوں کا مسح کرے اور کلمے کی انگلی سے کان کا اندر باہر مسح کرے یہ بے اصل ہے (فتح القدیر)

ج۔ اگر کسی نے سر کا تین دفعہ مسح کیا اور ہر دفعہ نیا پانی لیا تو یہ مکروہ ہے۔ بلکہ ایک ہی پانی سے تین دفعہ مسح کرے۔

د۔ کانوں کا مسح اسی تراوت سے کرے جو سر کے مسح سے کلمے کی انگلی اور انگوٹھے پر بچی ہوئی ہے نئے پانی لینے کی ضرورت نہیں۔

ھ۔ دونوں کانوں کا مسح ایک ہی وقت ملاکر کرنا سنت ہے اس میں سیدھے اور بائیں کا فرق نہیں ہے۔ (باقی آئندہ) (درصدرد)

(اطلاع) ۔ رسالہ نمبر ۶،۵،۴ بابتہ ۱۳۳۲ف (۱) کتاب العقائد کا صفحہ ۹ سے شروع ہوتا ہے اور نمبر ۸ کتاب العقائد کا صفحہ (۱۶) سے شروع ہوگا۔ اس حساب سے صحت صفحوں کی کرلیجائے۔ اور نمبر ۳،۲،۱ باب فقہ کا صفحہ (۱) سے شروع ہوا ہے صحت کرلیجائے۔ مدیر۔

انسان کو کیسا ہونا چاہئے

(۴)

بہادری اور خدا کی راہ میں جان نثاری

گذشتہ سے آگے

امریکہ کا گہرا سمندر۔ امریکہ کے ننھے ننھے جزیرے آپ کے سامنے ایک دردانگیز نظارہ پیش کرینگے۔ یہ نرالی منطق ہے کہ پہلے دیگر غلام مت بناؤ۔ بندہ بیدام بناتے جاؤ۔ جنگ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے۔ ہم نے مانا کہ اسلام میں جنگی قیدیوں کے غلام بنانے کا حکم ہے۔ ایسے قیدیوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے پھر آزاد کرنے کا بھی حکم ہے، ان کو عزت دار بنانے کا بھی فرمان ہے، ابتدار اسلام میں بلال۔ مقداد۔ سلمان فارسی۔ عبداللہ ابن مسعود وہ غلام ہیں کہ لاکھوں آزاد لوگوں نے ان کے جوتوں کو اپنے سر پر رکھ لیا۔ کسی مسلمان غلام کو یہ دل میں حسرت باقی نہیں تھی۔ "کاش وہ کسی وقت آقا کے آراستہ پیراستہ دسترخوان پر کھانا کھاتا، یا جیسے آقا پرتکلف لباس پہنتے ہیں وہ بھی پہنتا" مگر ہم اس حریت کی دلدادہ دنیا میں صبح و شام ایسے نظارے بتاتے ہیں کہ خدام جوتیوں سے پیٹے جاتے ہیں آقا کے آراستہ و پیراستہ کمروں میں گھسنے بالطبع جانا نصیب نہیں۔ آقا کے گلاس میں ایک گھونٹ پانی پینا نصیب نہیں۔ علامت کے لئے ان کی کمر اور سر پر غلامی کی ایک پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط منظور ہوتا ہے تو اس کے گلے پر داغ دیا جاتا ہے کہ جہاں جائے یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کا غلام ہے۔ مگر ایک مسلمان غلام ہر چیز میں آقا کے ساتھ مساوات کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہاں اس وقت جب کہ اس کو آقا کی طرف سے کوئی خدمت سپرد ہو۔

۱۔ روح المعانی [illegible] ۲۴ صفحہ

ہاں ایک سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام غلامی کے مٹانے کے لئے آیا تھا تو پھر یہ قانون کیوں کہ جنگ میں قیدیوں کو غلام بنایا جائے۔ اس کا جواب میں وہ نہیں دوں گا، جو قوم کے بعض مصلحین نے دیا ہے، یعنی انکار، چاہے کوئی برا مانے اور یہ کہا کرے کہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ چھوٹے ہو کر بڑوں کے پگڑیاں اتارتے ہو۔ مگر منہ آئی بات نہیں رہتی میں صفائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ ان بزرگوں کی کمزوری تھی، یا مذہب سے بے خبری، یا تجاہل کر کے اعتراض سے پیچھا چھڑانا مقصود تھا۔ مثل مشہور ہے۔ "ایک دانہ اسو شک" یہ مثل ان بزرگوں کے نصب العین تھی۔ مگر میری غیرت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ ایک خلاف واقع بات بنا دی جائے، دفع الوقتی کر دی جائے، صرف پیچھا چھڑایا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایک تندرست ضمیر اس کو گوارا نہیں کر سکتی۔ صداقت اس کی روادار نہیں، پھر جو مقصود ان بزرگوں کے پیش نظر تھا وہ بھی نہ حاصل ہوا یعنی نہ تو مدمقابل نے باور کیا اور نہ اپنی قوم نے۔ الٹا اس کو بجائے ایک فریق کے دو فریق کا مقابلہ کرنا پڑا، ایک غیر قوم ایک اپنی قوم جس کا اثر یہ ہوا کہ جس جواب کی تردید غیر قوم والے مخالف کرتے اسی کی تردید خود اپنے کرنے لگے۔ غیر قوم والوں کے پنجے اور جم گئے، ان کے ناخن اور تیز ہو گئے، ان کو ایک غیبی تائید مل گئی۔ بجائے اس کے کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہوتے یا جو ان کو خلاف واقع بدظنی تھی رفع ہوتی ان کے دلوں میں مخالفت اور راسخ ہو گئی، اسی قبیل کی میں نے ایک کتاب دیکھی میرے ایک دوست نے رائے کے لئے میرے پاس بھیجی تھی، اس میں کسی پادری کا جواب دیا گیا ہے اس کتاب میں جو کچھ بھی بیان ہوا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا "کہ قرآن شریف کا ایک حصہ غیر قطعی نا واجب العمل۔ حدیثیں خبر واحد ظنی ناقابل استدلال، فقہ سلاطین کی فرمائش اور خواہشیں پوری کرتی ہے ناقابل تسلیم، لہذا اسلام مانع ترقی نہیں۔ میں نے اس دوست کو لکھ بھیجا۔ (باقی آئندہ)

اطلاع اس کے قبل کے نمبروں میں ہر باب کے مضمون کا سلسلہ علیحدہ تھا اب ہر سال میں ایک مضمون شروع ہوگا اور نمبر مسلسل رہینگے۔ ہر خریدار صاحب مضمون کو گذشتہ سے ملا کر مضمون کی ترتیب ہر باب کی خود دے لیوے۔